جشن عید میلاد النبی ﷺ قرآن وحدیث اور سلف کی نظر میں

وحکم الاحتفال بالمولد النبی ﷺ

امام تاج الدین عمر بن علی فاکہانی (م ۷۳۴ھ)

کاوش

عدنان الطاف سلفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنا اسلام مکمل فرما دیا اور فرمایا

(الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) (المائدۃ:۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور دین اسلام کو بطور دین تمہارے لیئے پسند کر لیا

اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس دین اسلام کو ہم تک مکمل پہنچا دیا۔اب جو بھی اس میں اضافہ کرے گا گویا وہ نبی ﷺ پر الزام لگا رہا ہے کہ آپ نے دین مکمل نہیں پہنچایا۔جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا

''من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمدا ﷺ خان الرسالۃ لان اللہ تعالی یقول (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا) ما لم یکن یومئذا دیناً لا یکون الیوم دینا''

جس نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی اسے اچھا سمجھتے ہوئے تو اس شخص کا گمان ہے کہ (نعوذ باللہ) نبی ﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تو فرماتا ہے آج کے دن میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور دین اسلام کو بطور دین تمہارے لیئے پسند کر لیا جو نبی ﷺ کے دور میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا (الاعتصام ۲۸/۱)

یعنی اگر وہ کام بھلائی کا کام ہوتا اور عبادت ہوتا تو نبی ﷺ اس سے آگاہ کر دیتے۔

لیکن بعض لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ راستے اور طریقے کو نا کافی سمجھا اور دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کر لی حالانکہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا

''من احدث فی دیننا ما لیس منه فھو رد'' (شرح السنۃ رقم ۱۰۳)

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے

یعنی ہر وہ کام جس کی اصل دین اسلام میں موجود نہ ہو وہ بدعت اور گمراہی ہے جیسے کہ نبی ﷺ ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے

وشر الأمور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ ''اور برے ترین اعمال بدعات ہیں،اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔(صحیح مسلم:۴۳/۸۶۷)

بعض لوگ بدعات کو ۲ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں بعض بدعات حسنہ ہوتی ہیں۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے فرما دیا

ہر بدعت گمراہی ہے تو آپ کو کس نے اختیار دیا ہے کہ آپ اس کی ۲ قسمیں بنائیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

كل بدعة ضلالة ، وان راها الناس حسنة ۔ ''ہر بدعت گمراہی ہے، اگر چہ لوگ اسے 'بدعت حسنہ' سمجھیں''۔(السنة لمحمد بن نصرالمروزی:ص ۲٤)

انہی بدعات سیئہ میں سے ایک بدعت عید میلا د النبی ﷺ ہے۔جس کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ملتا اور بریلویوں کے اپنے عالم غلام رسوم سعیدی بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں

''اس سلسلے میں صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس خاص عبادت کے کرنے کا محرّک ہو اور اس کے کرنے سے کوئی مانع نہ ہو، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے وہ کام قصداً ترک کیا ہو تو وہ کام کرنا یقیناً ناجائز امرِ بدعت ہے''۔(شرح صحیح مسلم:۵۴۵/۲)

اس تعریف کی روشنی میں عید میلا د کا بدعت ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

اور خود اس میلا د کو منانے والے بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خیر القران میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔

غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

''سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین نے محافلِ میلا د نہیں منعقد کیں بجا ہے''۔(شرح صحیح مسلم:۱۷۹/۳)

اسی طرح مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے علامہ سخاوی سے نقل کیا ہے:''میلا د شریف تینوں زمانوں میں کسی نے نہ کیا، بعد میں ایجاد ہوا''۔۔۔۔''جس بادشاہ نے پہلے اس کو ایجاد کیا، وہ شاہ اربل ہے اور ابن دحیہ نے اس کے لئے میلا د شریف کی ایک کتاب لکھی، جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار اشرفیاں نذر کیں''۔(جاء الحق:۲۳۷/۱)

اور بھی کافی میلا د منانے والوں نے اس بات کی صراحت کی ہے۔کہ خیر القرون میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔

جب خود میلا د منانے والون کو تسلیم ہے کہ یہ کام خیر القرون میں نہیں ہوا تو دیکھنا یہ ہے کہ یہ کب شروع ہوا اس کو سب سے پہلے ایجاد کرنے والے شیعہ رافضی فاطمی خلفاء تھے انھوں نے سب سے پہلے اس بدعت کو ایجاد کیا(المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط والا ثار ۴۹۰/۱،صبح الاعشی ۴۹۸/۳ و ۴۹۹)

اور بعض نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ اس کو شاہ اربل نے منانا شروع کیا تو اس کا یہ جواب ہے کہ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ۔جب فاطمیوں نے اس کو شروع کیا تو بعد میں امیر افضل بن امیر الجیوش نے بند کرا دیا پھر بعد میں شاہ اربل نے اس کو اپنے

دور میں دوبارہ منایا (احسن الکلام لعلامۃ محمد بخیت ۴۴ و ۴۵، ۵۲)

اور پاکستان میں اس بدعت کا پہلا جلوس لاہور میں ۵ جولائی ۱۹۳۳ بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ میں ہوا۔

مشہور ناول نگار نسیم حجازی صاحب کے اخبار میں جناب احسان صاحب لکھتے ہیں۔

لاہور میں عید میلا د النبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکالا۔ اس کے لیئے انگریزی حکومت سے باقائدہ لائسنس حاصل کیا گیا تھا۔ (اخبار روزنامہ کوہستان ۲۲ جولائی ۱۹۶۴)

اور اس کا محرک یہ بنا کہ ہندہ اور سکھ اپنے بڑوں کے جلوس نکالتے ہیں۔ ہمیں بھی نکالنا چاہیئے۔ (اخبار روزنامہ کوہستان ۲۲ جولائی ۱۹۶۴)

یعنی یہ ہندوں اور سکھوں کی مشابہت میں یہ کام شروع ہوا۔ حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

((من تشبه بقوم فهو منهم))۔ ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں شمار ہوگا'' (مسند احمد: ۲/۵۰)

اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ چوتھی صدی میں شروع ہوا، اور ہندو پاک میں ۱۴ ویں صدی میں ہندوں اور سکھوں کی مشابھت میں یہ کام شروع ہوا یہی اس کے بدعت ہونے کی دلیل کے لیئے کافی ہے۔

عید میلاد سلف کی نظر میں

1) امام تاج الدین عمر بن علی فاکہانی (م ۷۳۴ھ) فرماتے ہیں: ''میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ کہ اس میلاد کے بارے میں مجھے نہ تو قرآن میں کوئی اصل ملی نہ سنت میں۔ اور امت کے کسی عالم سے بھی اس میلا دکا اجتماع وغیرہ منقول نہیں۔ اور یہ علمائے امت قابل اتباع ہیں دین میں اور یہی تو متقدمین کے آثار پر سختی سے چلنے والے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بدعت ہے جسے باطل پرستوں نے ایجاد کیا ہے یہ خواہش نفس ہے جس سے پیٹ پرستوں نے مال جمع کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔'' مزید فرماتے ہیں ''ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ جس مہینے میں نبی ﷺ پیدا ھوئے یعنی ربیع الاول میں بعینہ اسی مہینے میں فوت بھی ہوئے لھذا اس ماہ میں خوشی غمی سے زیادہ حق نہیں رکھتی کہ اسے منایا جائے۔'' (حکم الاحتفال بالمولد النبی ﷺ ۲۰، ۲۶)

2) امام ابوعبداللہ محمد الحفار (م ۸۱۱ھ) کہتے ہیں

سلف میں اس میلا د کا کوئی وجود نہ تھا اور وہ صحابہ اور تابعین عام راتوں کی طرح اس میں بھی عبادت کرتے اس میں کچھ زیادہ عمل نہ کرتے کیونکہ نبی ﷺ کی تعظیم صرف اسی طریقہ سے کی جاسکتی ہے جو آپ ﷺ نے مشروع کیا ہے۔۔۔۔۔ ہر خیر سلف کی پیروی میں ہے۔ جن کو اللہ نے چن لیا ہے جو عمل انہوں نے کیا ہم نے کیا اور جس عمل کو انہوں نے ترک کیا ہم نے

بھی ترک کردیا (المعیار المعرب ۹۹/۷،۱۰۰)

3) علامہ ابن امیر الحاج (م۷۳۷ھ) فرماتے ہیں

لوگوں کی ان بدعتوں اور نو ایجاد باتوں میں سے جن کو وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور جن کے کرنے کو شعائرِ اسلامیہ کا اظہار کہتے ہیں، ایک مجلس میلاد بھی ہے جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدعات اور محرّمات پر مشتمل ہے۔۔۔۔ یہ میلاد منانا دیں میں زیادتی ہے یہ پہلے سلف (صحابہ اور تابعین) کا عمل نہیں ہے۔ اور سلف کی پیروی اولی ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ نبی ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے اور آپ کی سنت پر عمل کرنے والے تھے اور ان میں سے کسی سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے میلاد منایا ہو (المدخل لابن الحاج جلد۲ فصل المولد)

4) شیخ ظہیر الدین جعفر الترمتی (م۶۸۲ھ) کہتے ہیں

یہ فعل (میلاد منانا) سلف صالحین کے دور میں نہیں ہوا حالانکہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کی تعظیم اور محبت کرنے والے تھے اور ہم سب کی محبت اور تعظیم ان میں سے کسی ایک کی بھی محبت اور تعظیم کے برابر نہیں اور نہ ذرہ بھر ہے ان کی محبت اور تعظیم کے مقابلے میں (السیرۃ الشامیۃ للشیخ الصالحی ۴۴۱/۱،۴۴۲)

5) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''یہ کام سلف صالحین نے نہیں کیا، باوجود اس بات کے کہ اس کا تقاضا (تعظیم رسول) موجود تھا اور کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی۔ اگر یہ کام بالکل خیر والا یا زیادہ خیر والا ہوتا تو اسلاف اس پر عمل کے حوالے سے ہم سے زیادہ حقدار تھے، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم میں ہم سے بڑھ کر تھے، اور وہ نیکی کے زیادہ طلب گار تھے''۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۲۹۵)

6) علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م۷۹۰) نے بھی عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دیا ہے۔ (الاعتصام للشاطبی: ۳۹/۱)

7) شیخ عدوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میلاد النبی ﷺ منانا مکروہ ہے (حاشیۃ علی مختصر خلیل ۱۶۸/۸)

قرآن وحدیث اور علماء سلف کے ان فتاوی کی روشنی سے ثابت ہوا کہ یہ ایک بدعت ہے اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے شیطان کی چالوں سے آمین۔

آخر میں امام تاج الدین عمر بن علی فاکہانی (م۷۳۴ھ) کے مکمل رسالہ کو ترجمہ پیش خدمت ہے جو انہوں نے عید میلاد کے رد میں لکھا تھا۔

امام تاج الدین عمر بن علی فاکہانی (م۷۳۴ھ)

آپ کا پورا نام "عمر بن علی بن سالم بن صدقۃ الاسکندری" ہے المعروف تاج الدین فاکہانی

آپ ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے

آپ فقیہ، نحوی، مفسر اور مقری تھے

آپ کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

الشیخ الامام ذو الفنون

اور امام ابن فرحون المالکی رحمہ اللہ نے آپ کے بارے میں کہا

وکان فقیھاً فاضلاً متفنناً فی الحدیث والفقه والاصول والعربیة والادب --

آپ کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں

۱) الاشارۃ فی النحو

۲) المنہج المبین فی الشرح الاربعین

۳) الغایۃ القصوی فی الکلام علی آیات التقوی

۴) رسالۃ ھذا

آپ رحمہ اللہ ۷۳۴ھ میں اسکندریہ میں فوت ہوئے

(البدایہ والنھایہ ۱۴/۱۶۸، الدیباج المذاھب ۲/۸۰، الدرر الکامنہ ۳/۱۷۸ وغیرہ)

تنبیہ:: امام فاکہانی رحمہ اللہ کے اس رسالہ کا سیوطی نے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن ادنی سا فھم رکھنے والا بھی با آسانی جان سکتا ہے کہ سیوطی کا ردبلکل کمزور اور نا قابل التفات ہے۔ سیوطی کے پیش کردہ مغالطات کا تفصیلی جواب شیخ اسماعیل انصاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (القول الفصل فی حکم الاحتفال بمولد خیر الرسل ﷺ) میں دیا ہے۔ جو تفصیل چاہے وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

حکم الاحتفال بالمولد النبی ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفات اللہ کیلیئے ہیں جس نے ہمیں سید المرسلین کی اتباع کی توفیق دی اور دین کے اہم ترین مسائل کی جانب راہنمائی کر کے ہماری مدد کی اور سلف صالحین کی سیرت پر چلنا ھمارے لیئے آسان کیا یہاں تک کہ حق کے واضح دلائل اور شرعی علم کی روشنی سے ہمارے دل ہموار ہو گئے اور بدعت اور دین میں نئے طریقوں سے ہمیں محفوظ رکھا۔

میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یقین سے نوازا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کامیابی سے نوازا مضبوط رسی کے تھامنے میں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اگلوں پچھلوں کے سردار ہیں۔اللہ رحمتیں بھیجے آپ اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج مطھرات امھات المومنین پر قیامت تک۔

حمد وثنا کے بعد::

اھل ورع کی ایک جماعت کی جانب سے تسلسل کیساتھ ایک سوال ہو رھا ہے کہ یہ بعض لوگ جو ربیع الاول میں اجتماع کرتے اور اسے میلاد کا نام دیتے ہیں۔کیا شریعت میں اس کی کوئی بنیاد ہے؟ یا کہ یہ بدعت اور دین میں ایک نیا کام ہے؟
اور انھوں نے اس مسئلے میں تفصیلی جواب طلب کیا ہے جو خاص اس مسئلے کو واضح کر دے۔

چنانچہ میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔کہ اس میلاد کے بارے میں مجھے نہ تو قرآن میں کوئی اصل ملی نہ سنت میں۔اور امت کے کسی عالم سے بھی اس میلاد کا اجتماع وغیرہ منقول نہیں۔اور یہ علمائے امت قابل اتباع ہیں دین میں اور یہی تو متقدمین کے آثار پر سختی سے چلنے والے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بدعت ہے جسے باطل پرستوں نے ایجاد کیا ہے یہ خواہش نفس ہے جس سے پیٹ پرستوں نے مال جمع کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

ہم اسے بدعت اس لیئے کہ رہے ہیں کہ جب ہم اوامر خمسہ شرعیہ اس میلاد پر پیش کرتے ہیں۔

تو نتیجۃ یا تو یہ واجب ہوگا یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام۔اس کے واجب یہ ہونے پر تو اجماع ہے ایسے ہے مندوب بھی نہیں کیونکہ مستحب وہ ہے جس کام کو شریعت پسند کرے (طلب کرے) لیکن اس کہ نہ کرنے پر مذمت نہ کرئے اور شریعت نے اس میلاد کی اجازت بھی نہیں دی نہ ہی اسے صحابہ نے کیا نہ تابعین نے نہ باشرع علماء نے۔جنکو میں جانتا ہوں۔یہ میرا اس مسئلہ میں جواب ہوگا اللہ تعالی کے سامنے بھی اگر مجھ سے پوچھا گیا۔

اور اسے مباح کہنا بھی جائز نہیں کیونکہ دین میں بدعت ایجاد کرنا مباح نہیں ہوتا اس پر امت کا اجماع ہے۔

اب یہ ہی ہوسکتا ہے کہ یا تو یہ مکروہ ہو یا حرام ہو۔اور اب گفتگو دو ابواب میں ہوگی اور دونوں حالتوں میں فرق ہوگا۔

پہلی صورت: آدمی یہ میلا د اپنے ذاتی مال سے خاندان دوستوں اور گھر والوں سے مل کر منائے اور اس اجتماع میں وہ کھانے پینے کا اھتمام نہ کریں اور نہ کوئی اور گناہ کریں۔تو اس صورت کو ہم بدعت مکروھہ اور بدعت شنیعہ کہتے ہیں۔کیونکہ پہلے اطاعت گزاروں نے جو فقہاء الاسلام، دنیا کے علماء، زمانے کے چراغ، اور دنیا کی زینت تھے انھوں نے یہ کام نہیں کیا۔

دوسری صورت: یہ ہے کے اس میلا د میں ممنوعہ کام کیئے جائیں اور مالداروں سے اس محفل کیلیئے رقم طلب کی جائے یہاں تک کہ وہ مظلام حال دے دے لیکن اس کا دل مال دینے پر راضی نہ ہو اس کا دل اسے پریشان کرے اور دکھ دے کہ اس سے ظلماً یہ مال لیا گیا ہے۔

علماء نے تو کہا ہے اللہ ان پر رحم کرے کسی سے مال لینا اس حال میں کہ دینے والا مروتا دے ایسے ہی ہے گویا اس سے بزور قوت لیا جا رہا ہے۔خصوصاً جبکہ مال لوگوں سے لیکر باطل آلات سے گانے گائے جائیں اور انھی سے پیٹ بھرا جائے۔دف بجائے جائیں نوجوان لڑکیاں اور امرد لڑکوں سے مل جل کر بیٹھیں، گانا گانے والی عورتیں یا تو وہ مردوں کے ساتھ بیٹھیں یا صرف ان کی خدمت کریں اور دودو ہوکر ، رقص کرنا یا جھومنا اور فضول کاموں میں مگن ہونا اور قیامت کے دن کو بھلا دینا۔

ایسے ہے عورتوں کو علحدہ جمع ہوکر بلند آواز سے چلانا اور گانے میں چہکنا اور تلاوت اور ذکر میں غیر شرعی کام کرنا اللہ کے اس قول کو بھلاتے ہوئے "ان ربك لبالمرصاد" (یقیناً تیرا رب گھات میں ہے)(سورۃ الفجر: ۱۴)

اور یہ صورت تو ایسی ہے کہ کوئی دو بندے اس کی حرمت میں اختلاف نہیں کر سکتے اور نہ ہی عقل مند بہادر اس حرکت کو اچھا جانتے ہیں۔اور یقیناً یہ کام تو مردہ دلوں والے اور گناھوں کے عادی کرتے ہیں اور میں آپکو مزید بتاتا ہوں کہ وہ اسے عبادت جانتے ہیں نہ کہ اسے منکر اور حرام بس اس کے علاوہ کیا کہیں۔ان لله و انا اليه راجعون

اسلام ابتدا میں بھی اجنبی تھا اور عنقریب ویسے ہی ہو جائے گا جیسے شروع میں تھا۔

اور اللہ رحمتیں برسائے ہمارے شیخ قشیری پر ہمارے اجازے میں وہ کہتے ہیں۔

ہمارے ان مشکل دنوں میں جب برائی عام ہوگی اور نیکی بھلادی گئی

اھل علم پستی کے مستحق ٹھرے اور جاھل مرتبوں کے مالک ہوگئے

(اس لیئے) کہ وہ (جاھل) حق سے کتراتے رہے جبکہ جس (حرکت) کے ذریعہ انہوں نے سرداری کمائی

ایام ماضیا میں یہ کوئی قابل شرف چیز نہ تھی

چناچہ میں نے متقین اور نیکاروں سے کہا   اب جبکہ دین پر سختی بڑھ گئی ہے

اپنے حالات پہ حیران نہ ہونا   تمہاری مصیبت اجنبیت کے زمانے میں آئی ہے۔

اور یقیناً امام ابوعمرو العلاء نے کیا خوب کہا ہے لوگوں میں تب تک بھلائی رہے گی جب تک تعجب کی بات پر تعجب کیا جائے گا۔

ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ جس مھینے میں نبی ﷺ پیدا ھوئے یعنی ربیع الاول میں بعینہ اسی مھینے میں فوت بھی ہوئے لھذا اس ماہ میں خوشی غمی سے زیادہ حق نہیں رکھتی کہ اسے منایا جائے۔

ہمارے ذمہ واجب تھا جو ہم کہہ چکے اور ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری بات کو اچھے انداز میں قبول کرے گا۔

امام تاج الدین عمر بن علی فاکہانی رحمہ اللہ (م ۷۳۴ھ) کا رسالہ حکم الاحتفال بالمولد النبی ﷺ ختم ہوا۔

اللہ ہمیں سنت پر عمل کرنے اور ہر قسم کی بدعت سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین